جمعرات | 27-مارچ 1997ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

فون 213029

CPL 61

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 68 | جمعرات 17 ذیقعدہ 1417ھ 27 امان 1376ہش 27 مارچ 1997ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پوری سوزش اور گدازش سے جب دعا کی جاتی ہے تو وہ قبول ہوتی ہے

لوگ کہتے ہیں کہ دعا کرو۔ دعا کرنا مرنا ہوتا ہے۔ اس پنجابی مصرعہ کے یہی معنی ہیں کہ جس پر نہایت درجہ کا اضطراب ہوتا ہے وہ دعا کرتا ہے۔ دعا میں ایک موت ہے اور اس کا بڑا اثر یہی ہوتا ہے کہ انسان ایک طرح سے مرجاتا ہے۔ مثلاً ایک انسان ایک قطرہ پانی کا پی کر اگر دعویٰ کرے کہ میری پیاس بجھ گئی ہے یا یہ کہ اسے بڑی پیاس تھی وہ جھوٹا ہے ہاں اگر پیالہ بھر کر پیوے تو اس بات کی تصدیق ہوگی۔ پوری سوزش اور گدازش کے ساتھ جب دعا کی جاتی ہے حتیٰ کہ روح گداز ہو کر آستانہ الٰہی پر گر جاتی ہے۔ اور اسی کا نام دعا ہے۔ اور الٰہی سنت یہی ہے کہ جب ایسی دعا ہوتی ہے تو خدا تعالیٰ یا تو اسے قبول کرتا ہے اور یا اسے جواب دیتا ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

(کلام الٰہی) سے معلوم ہوتا ہے کہ نفس انسانی کی تین حالتیں ہیں۔ ایک امّارہ' دوسری لوّامہ' تیسری مطمئنہ' نفس امّارہ کی حالت میں انسان شیطان کے پنجہ میں گویا گرفتار ہوتا ہے اور اس کی طرف بہت جھکتا ہے' لیکن نفس لوّامہ کی حالت میں وہ اپنی خطا کاریوں پر نادم ہوتا اور شرمسار ہو کر خدا کی طرف جھکتا ہے۔ مگر اس حالت میں بھی ایک جنگ رہتی ہے۔ کبھی شیطان کی طرف جھکتا ہے اور کبھی رحمان کی طرف۔ مگر نفس مطمئنّہ کی حالت میں وہ عبادالرحمٰن کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے اور یہ گویا ارتفاعی نقطہ ہے' جس کے بالمقابل نیچے کی طرف امّارہ ہے۔ اس میزان کے بیچ میں لوّامہ ہے' جو ترازو کی زبان کی طرح ہے۔ انخفاضی نقطہ کی طرف اگر زیادہ جھکتا ہے تو حیوانات سے بھی بدتر اور ارذل ہو جاتا ہے اور ارتفاعی نقطہ کی طرف جس قدر رجوع کرتا ہے اسی قدر اللہ تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور سفلی اور ارضی حالتوں سے نکل کر علوی اور سماوی فیضان سے حصہ لیتا ہے۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 68)

عفو اور درگزر کے بغیر کسی کی تربیت نہیں کی جاسکتی

(حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع)

اللہ تعالیٰ تو غفور رحیم ہے۔ جو ان باتوں میں عفو' درگزر وغیرہ سے کام نہیں لیتا وہ رحیم نہیں ہو سکتا اور جو مغفرت نہیں کرتا اس کا غفور سے تعلق قائم نہیں ہو سکتا۔ تو دین و دنیا دونوں ہی ہاتھ سے نکل جائیں گے اگر انسان اس بدتمیزی کی روش پہ اصرار کرے۔ اور اولاد کو اچھا بنانا اس کا فرض ہے کیونکہ اگر وہ اس کی بداخلاقی کے نتیجے میں بری بن کے دنیا میں قائم ہوگی تو صرف یہ سوال نہیں ہے کہ اس سے کاٹی جائے گی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر وہ لوگ آئندہ دوسروں کو جو اپنی بدخلقی کا نشانہ بنائیں گے کیونکہ ہر بچے کا ایک ہی طرح ردعمل نہیں ہوتا۔ بعض تو وہ ہیں جیسا کہ میں نے بیان کیا تکلیف محسوس کرتے ہیں' بے قراری محسوس کرتے ہیں' دعاؤں کے لئے خط لکھتے ہیں کہ خدا کے لئے ہمیں کچھ بتائیں ہم کیا کریں ہم اللہ کی نظر میں بد بننا نہیں چاہتے مگر بے اختیاری کا عالم ہو گیا ہے لیکن ایسے کم ہوتے ہیں۔ اکثر وہ ہیں جو اس رنگ میں رنگین ہو جاتے ہیں پھر' باپ گھر سے نکلا تو ایک بچہ دوسرے پر پھر تشدد کرتا ہے اور مائیں پھر بعض دفعہ اسی رنگ میں رنگین ہو جاتی ہیں سارے گھر میں دنگا فساد' ایک دوسرے پر برتن اچھالنا' چیزیں پھینکنا۔ گھر ہے جو ایک فساد کی آماجگاہ ہو جاتا ہے۔ اور پھر آگے یہ نسلیں اگلی نسلوں پر بڑا ہی ظلم کرنے والی بنتی ہیں۔ بہت سے معاملات جو میرے سامنے آتے رہتے ہیں مجھے صاف پتہ چل جاتا ہے کہ کس ماں باپ کی گود میں اس عورت نے پرورش پائی ہے یا اس مرد نے پرورش پائی ہے ان کی ساری تاریخ ان کے اندر لکھی ہوئی ہے اور جو دہرا رہی ہے اپنے آپ کو' کتنی نسلوں تک یہ بد پھل کھائیں گے آخر۔ اس لئے ضروری ہے کہ بار بار بلاغ مبین کے ذریعے ان پر بات کھولی جائے اصرار کیا جائے کہ خدا کے لئے ہوش کرو کسی دن سوچو تو سہی کہ تم کیا ہو گئے ہو تم نے اپنے گھر کا کیا حال بنا رکھا ہے اور اس کے بدنتائج سے پھر تم بھاگ نہیں سکو گے اور مر بھی جاؤ گے تو وہ تمہارا پیچھا نہیں چھوڑیں گے کیونکہ ہر آنے والی نسل تمہیں بددعائیں دے گی۔ پس اس وجہ سے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے درس والی رویا تھی اس نے مجھے اس پر آمادہ کیا کہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے۔ اس پر میں زور دوں اور بار بار زور دوں اور آپ کو سمجھاؤں کہ عفو اور درگزر کے بغیر اور صلح اور مغفرت کے بغیر ہم حقیقت میں

سانحہ ارتحال

○ مکرم شیخ لطف المنان صاحب ابن مکرم شیخ مسعود الرحمان صاحب کپورتھلوی رفیق حضرت بانی سلسلہ مورخہ 97-3-23 بعمر 62 سال بوجہ ہارٹ فیل ہونے کے بقضائے الٰہی اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ موصوف اللہ کے فضل سے 1/7 کے موصی تھے۔ ان کا جنازہ رحیم یار خان میں محترم امیر صاحب ضلع نے پڑھایا۔ بعد ازاں ان کا جسد خاکی ربوہ لایا گیا جہاں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے بیت المبارک میں بعد عصر جنازہ پڑھایا۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔ قبر تیار ہونے کے بعد محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے دعا کرائی۔ موصوف بہت مخلص اور نیک انسان تھے۔ آپ حضرت منشی حبیب الرحمان رئیس حاجی پور کپورتھلہ رفیق حضرت بانی سلسلہ کے پوتے تھے اور حضرت شیخ کظیم الرحمان صاحب کے داماد اور بھتیجے بھی تھے۔

موصوف کے پسماندگان میں ایک بیٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوف کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

○ محترمہ ثوبیہ ہما صاحبہ ایم اے بی ایڈ ٹیچر گورنمنٹ نصرت گرلز سکول ربوہ بنت مکرم محبوب احمد صاحب باڈی گارڈ ایک طویل علالت کے بعد مورخہ 97-3-20 کو بعمر 32 سال بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ موصوفہ موصیہ تھیں۔ مورخہ 97-3-21 کو بعد جمعہ بیت الاقصیٰ میں مکرم مولانا منیر الدین احمد صاحب نے جنازہ پڑھایا۔ بہشتی مقبرہ میں قبر تیار ہونے پر تدفین کے بعد مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق نے دعا کرائی۔ موصوفہ نے اپنی یادگار تین سال کی بیٹی چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ موصوفہ کے درجات بلند فرمائے اور ان کی بچی کا حافظ و ناصر ہو۔

درخواست دعا

○ مکرم قاضی حبیب الدین احمد صاحب حال امریکہ چند ماہ سے بیمار ہیں اور ایک اپریشن کے بعد دوسرا اپریشن زیر غور ہے ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

اپنی اولاد کی کیا دنیا میں کسی کی بھی تربیت نہیں کر سکتے۔

(از خطبہ 6-دسمبر 1996ء)

خود اپنے تئیں سنوارو اور دوسروں کو اخلاقِ فاضلہ کا نمونہ دکھاؤ

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

27- امان 1376 ہش   27 - مارچ 1997ء

دنیا کی لذّات- کس حد تک؟

دنیا کی ہر چیز خداتعالیٰ نے انسان کے لئے بنائی ہے۔ وہ کس طرح فائدہ اٹھاتا ہے اور کب فائدہ اٹھاتا ہے یا کس طرح سے اسے کسی چیز سے نقصان پہنچنے لگتا ہے یا وہ خود اپنی ذات کو نقصان پہنچانے کا باعث بن جاتا ہے یہ سب کچھ اس کی اپنی سوجھ بوجھ پر منحصر ہے۔ لیکن یہ بات بالکل درست ہے کہ دنیا کی کوئی ایسی چیز نہیں جو خداتعالیٰ نے انسان کے لئے نہ بنائی ہو۔ وہ اس کے متعلق سوچے اور اس کی سوچ درست ہو تو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی ترقی کا راز بھی اسی میں ہے کہ انسان نے اپنے اردگرد جو کچھ دیکھا ہے جو کچھ اسے ماحول میں ملا ہے اس کے متعلق اس نے اپنی سوچ کو استعمال کیا اور اس سے فائدہ اٹھایا۔ بعض اوقات وہ اپنی ناسمجھی سے نقصان بھی اٹھا لیتا ہے۔ یا یہ بھی کرتا ہے کہ اپنے فائدے کو ترجیح دینے کے لئے دوسروں کے لئے نقصان کا باعث بن جاتا ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود ہر وہ چیز جسے اچھی کہیں یا بری' انسان ہی کے لئے ہے۔ اور انسان ہر چیز کو اچھے طریق سے استعمال کر سکتا ہے۔ عام طور پر یہ مثال بھی تو دی جاتی ہے کہ کھیتوں میں کھاد جو کہ جانوروں سے حاصل کی جاتی ہے یا کوڑا کرکٹ سے حاصل کی جاتی ہے یا جسے گندگی کہا جا سکتا ہے۔ اس سے حاصل کی جاتی ہے کتنی مفید ثابت ہوتی ہے۔ یہ بھی اس کی سوچ کے ایک انداز نے اس کو سمجھایا ہے۔

اس طرح آپ کسی بھی چیز کو لے لیں اس کے اچھے پہلو آپ کو نظر آنے لگیں گے۔ کہتے ہیں کہ سانپ کے زہر سے جو دوا بنتی ہے وہ انسانی زندگی کو بچانے کے لئے نہایت مفید ثابت ہوتی ہے۔ ویسے تو سانپ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ضرر کے سوا کچھ دے ہی نہیں سکتا۔ لیکن اس کے زہر سے ایک ایسی دوا بنائی جا سکتی ہے جو انسان کی زندگی کو بچانے والی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بنایا ہے اس سے انسان فائدہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔ اور لذت بھی حاصل کر سکتا ہے۔ البتہ انسان لذت کے پیچھے ضرورت سے زیادہ پڑ جائے تو اپنے لئے اور بعض اوقات دوسروں کے لئے بھی نقصان کا باعث بنتا ہے۔ لذت ایک ایسی بات ہے جس کو چھوڑنا بھی آسان نہیں اور جس کی زیادتی سے بچنا بھی خاصا مشکل ہے اسی لئے بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ ان کا دینی اور مذہبی رجحان انہیں لذتوں سے دور لے جائے۔ وہ خاص طور پر اس کا اعلان کرتے ہیں کہ وہ لذتوں کے پیچھے نہیں بھاگتے۔ اس کے نتیجہ میں ایک ایسا فرقہ بھی پیدا ہو گیا جو صرف گندی چیزوں کو استعمال کرتا ہے۔ دنیا کی لذت سے دور رہنے کے لئے وہ انہیں اس طرح چھوڑتا ہے کہ صرف گندی چیزوں پر منہ مارتا ہے۔ یہ بات بھی درست نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی چیز ہمارے لئے پیدا کی ہے بلکہ ایسی چیزوں کا تو شمار ہی نہیں ہے جن میں ہمارے لئے لذت رکھ دی گئی ہے تو ہمیں اپنی سوچ سمجھ سے کام لیتے ہوئے ان تمام چیزوں کو صحیح طریق پر استعمال کرنا چاہئے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے کہا ہے کہ لذت ایک ایسی بات ہے جس کو کم کرنا ذرا مشکل ہے۔ کسی بات میں لذت ملے تو انسان اس کی طرف بھاگتا ہے اس کو حاصل کرتا ہے۔ زیادہ سے زیادہ اسے استعمال کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یا پھر اگر وہ دوسری طرف چل پڑے تو ایسی چیزوں کو بالکل ہی چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن یہ دونوں باتیں درست نہیں۔ نہ لذت پر اتنا گرنا کہ اس کے سوا کوئی بات یاد ہی نہ رہے نہ لذت سے اس طرح بھاگنا کہ گویا وہ اپنے اوپر حرام کر لی ہے۔ لذات سے جائز طریق پر مزا اٹھانا کوئی بری بات نہیں۔ بلکہ خداتعالیٰ کی تخلیق کی تحسین ہے۔ خداتعالیٰ نے ہر چیز کو انسان کے لئے مفید بنا کر اس پر چھوڑا ہے کہ وہ اس کو کتنا استعمال کرے کس طرح استعمال کرے۔ اور کب تک استعمال کرے۔ البتہ جیسا کہ ہم نے کہا ہے لذات کی زیادتی بھی اس کے لئے مفید نہیں۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ میانہ روی اختیار کرنی چاہئے۔ اور پھر لذات کی طرف مائل ہوتے وقت یہ بھی سوچنا چاہئے کہ آخر ایک دن ان چیزوں کو چھوڑ جانا ہے۔ کوئی شخص ایسا نہیں جو یہ سمجھے کہ ہمیشہ ہمیش کی زندگی اسی دنیا میں ہے اور وہ ہمیشہ لذات سے مزا حاصل کرتا رہے گا۔ اسے یہاں سے جانا ہے اور تمام چیزوں کو چھوڑ کر جانا ہے۔ جن چیزوں سے اسے لذت نہیں ملتی ان کا چھوڑنا تو شائد اس کے لئے آسان ہو لیکن لذات کی حامل چیزوں کا چھوڑنا مشکل ہوتا ہے۔

پس چاہئے یہ کہ لذات کو خاص طور پر حدود کے اندر رکھا جائے اور جب انہیں چھوڑنے کا وقت آئے تو انسان کو ایسی حسرت نہ پیدا ہو کہ وہ انہیں چھوڑنے پر کسی طرح بھی تیار نہ ہو۔ حالانکہ اسے چھوڑنی پڑیں گی۔ اور اگر وہ تیار نہیں ہو گا تو دکھ اٹھائے گا۔ یہ وقت موت کا وقت ہوتا ہے۔ موت کے وقت تو سب کچھ چھوڑنا پڑتا ہے۔ ان چیزوں کو بھی جنہیں انسان پسند کرتا ہے اور ان چیزوں کو بھی جنہیں انسان نہیں پسند کرتا پس لذات کو موت سے پہلے کم کرنا چاہئے اور ان کے حصول کا ناجائز طریق تو قطعی طور پر اپنے قریب نہیں آنے دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ہر پیدا کردہ چیز سے مفید طریق پر فائدہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چاہے ہم کسی چیز کو پسند کرتے ہوں یا ناپسند کرتے ہوں وہ اپنے فضلوں سے ہمارے لئے ہر بات کو مفید بنائے اور ہمیں صحیح طریق پر اس سے استفادہ کرنے کی توفیق دے۔

اب یہ عزم صمیم ہے اپنا
جان دے دیں گے تیری راہ میں ہم
کھُل گیا ہم پہ سِرِّ کون و مکاں
آ گئے ہیں تری پناہ میں ہم

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمود مجیب اصغر

حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی

جماعت احمدیہ کی تاسیس سے پہلے ہی لدھیانہ کی سرزمین میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے کئی موافق و مخالف پیدا ہو چکے تھے۔ زیادہ شہرت آپ نے اس وقت حاصل کی جب آپ کی شہرہ آفاق کتاب براہین احمدیہ کی اشاعت ہوئی اس کتاب پر ریویو لکھنے والوں میں سے ایک حضرت صوفی احمد جان صاحب تھے انہوں نے نہ صرف اس کتاب پر شاندار ریویو لکھا بلکہ مؤلف کتاب کے لئے غیر معمولی ارادت کا اظہار فرمایا۔ ان کے دل میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے لئے محبت کا جو سمندر جوش مار رہا تھا اس کا اظہار انہوں نے ان الفاظ میں فرمایا "... کتاب براہین احمدیہ۔ اس کے مؤلف جناب مخدومنا مولانا میرزا غلام احمد صاحب دام فیوضہ ہیں.... سن شریف حضرت کا چالیس یا پینتالیس کا ہو گا اصل وطن اجداد کا قدیم ملک فارس معلوم ہوتا ہے نہایت خلیق، صاحب مروت و حیا، جوان رعنا، چہرہ سے محبت الٰہی ٹپکتی ہے... آگاہ ہو کہ امتحان کا وقت آ گیا ہے حجت الٰہی قائم ہو چکی ہے اور آفتاب عالمتاب کی طرح بدلائل قطعیہ ایسا (شخص) بھیجدیا ہے کہ بچوں کو نور بخشے اور ظلمات و ضلالت سے نکالے اور جھوٹوں پر حجت قائم کرے"۔

(تاثرات قادیان صفحہ 68-64 مرتبہ ملک فضل حسین صاحب بحوالہ حیات طیبہ صفحہ 49)

انہوں نے حضرت بانی سلسلہ سے بیعت لینے کی درخواست بھی کی مگر اس تقریب کا ابھی وقت نہیں آیا تھا۔

حضرت صوفی احمد جان صاحب اور بعض اور ارادت مندوں کی جماعت کے اصرار پر جو لدھیانہ میں پیدا ہو چکی تھی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے 1884ء میں لدھیانہ کا سفر اختیار فرمایا میر عباس علی صاحب نے براہین احمدیہ کی اشاعت اور اس کے خریدار بنانے میں بڑی جدوجہد کی تھی اور وہی لدھیانہ والوں کی نمائندگی میں حضرت بانی سلسلہ کو مدعو کرنے قادیان آئے تھے ان کے سوا آپ کو کسی نے نہیں دیکھا ہوا تھا حضرت صوفی احمد جان صاحب نے اپنی فراست سے خود آپ کو پہچان لیا۔ صوفی صاحب نے اپنے دونوں بیٹوں (حضرت پیر منظور محمد صاحب اور حضرت پیر افتخار احمد صاحب) اور کئی مریدوں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ آپ ایک دو دن کے لئے پھر لدھیانہ تشریف لے گئے اس بار وہاں جانے کا اصل مقصد میر عباس علی صاحب کی عیادت تھی حضرت صوفی احمد جان صاحب اپنے سینکڑوں مریدوں سمیت آپ کی طرف راغب تھے اور اپنے مریدوں کو فرماتے تھے سورج نکل آیا ہے۔ اب تاروں کی ضرورت نہیں۔ (انعامات خداوند کریم مولفہ حضرت پیر افتخار احمد صاحب بحوالہ حیات طیبہ صفحہ 49)

دن بدن حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ ان کا اخلاص بڑھتا چلا گیا 1885ء کے اوائل میں انہوں نے ایک اہم مذہبی فریضہ کے لئے آپ سے اجازت لی اور رخت سفر باندھا ان کے فرزند سمیت بیس بائیس خدام اور عقیدت مندان کے ہمراہ تھے اس اہم مذہبی سفر کے موقع پر حضرت بانی سلسلہ نے انہیں ایک دعا لکھ کر دی جو انہوں نے انہی الفاظ میں باآواز بلند پڑھی۔

اس دعا کا آغاز اس طرح ہوتا ہے "اے ارحم الراحمین ایک بندہ عاجز اور ناکارہ پر خطا اور نالائق غلام احمد جو تیری زمین ملک ہند میں ہے اس کی یہ عرض ہے کہ ارحم الراحمین تو مجھ سے راضی ہو اور میری خطیئات اور گناہوں کو بخش کہ تو غفور و رحیم ہے اور مجھ سے وہ کام کرا جس سے تو بہت راضی ہو جائے"۔

آگے فرمایا "اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے... اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اس کو اپنے فضل سے انجام تک پہنچا...."۔ (تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ 97)۔ یہ دعا 19 ستمبر 1885ء کو پڑھی گئی۔ وسط دسمبر 1885ء میں حضرت صوفی احمد جان صاحب واپس تشریف لے آئے اور 27- دسمبر 1885ء کو وفات پا گئے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ ان کے لواحقین کے ساتھ تعزیت کرنے لدھیانہ تشریف لے گئے۔ آپ نے تھوڑی دیر قیام فرمایا اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کی محبت اخلاص اور دینی خدمت کا ذکر فرماتے رہے۔

23 مارچ 1889ء کو جماعت احمدیہ کی تاسیس اور پہلی بیعت کا تاریخی موقع تھا حضرت صوفی احمد جان صاحب کے ساتھ گہری محبت اور بعض اور گہری حکمتوں کے پیش نظر آپ پھر لدھیانہ تشریف لے گئے۔ اور حضرت صوفی صاحب (وفات یافتہ) کے گھر کو جماعت کی تاسیس کے لئے پسند فرمایا اور چالیس خوش قسمت لوگوں کی اسی مبارک گھر میں بیعت لی۔ آپ نے یہیں ازالہ اوہام تصنیف فرمائی اور کتاب میں ان کا بھی بڑی محبت سے ذکر کیا۔ فرمایا "حبی فی اللہ منشی احمد جان صاحب (وفات یافتہ) اس وقت نہایت غم سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ وہ پردرد قصہ مجھے لکھنا پڑا اور اب یہ ہمارا دوست اس عالم میں موجود نہیں اور خداوند کریم و رحیم نے بہشت بریں کی طرف بلا لیا ہم سب اللہ کے ہی ہیں اور اسی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ ایک جماعت کثیر کے پیشوا تھے اور ان کے مریدوں میں آثار رشد سعادت و اتباع سنت نمایاں ہیں اگرچہ حضرت موصوف اس عاجز کے شروع سلسلہ بیعت سے پہلے ہی وفات پا چکے لیکن یہ امر ان کے خوارق میں سے دیکھتا ہوں کہ انہوں نے (اللہ کے گھر) کے قصد سے چند روز پہلے اس عاجز کو ایک خط ایسے انکسار سے لکھا جس میں انہوں نے درحقیقت اپنے تئیں اپنے دل میں سلسلہ بیعت میں داخل کر لیا چنانچہ انہوں نے اس میں سیرۃ صالحین پر اپنا توبہ کا اظہار کیا اور اپنی مغفرت کے لئے دعا چاہی اور لکھا کہ میں آپ کے للّٰہی ربط کے زیر سایہ اپنے تئیں سمجھتا ہوں اور پھر لکھا کہ میری زندگی کا نہایت عمدہ حصہ یہی ہے کہ میں آپ کی جماعت میں داخل ہو گیا ہوں اور پھر کسر نفسی کے طور پر اپنے گذشتہ ایام کا شکوہ لکھا اور بہت سے رقت آمیز ایسے کلمے لکھے جن سے رونا آتا تھا اس دوست کا وہ آخری خط جو ایک دردناک بیان سے بھرا ہوا ہے اب تک موجود ہے مگر افسوس کہ ... واپس آتے وقت پھر اس مخدوم پر بیماری کا ایسا غلبہ طاری ہوا کہ اس دور افتادہ کو ملاقات کا اتفاق نہ ہوا بلکہ چند روز کے بعد ہی وفات کی خبر سنی گئی اور خبر سنتے ہی ایک جماعت کے ساتھ قادیان میں جنازہ (پڑھا گیا)...۔

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ 793-791 طبع اول بحوالہ حیات طیبہ صفحہ 100-99)

ابتداء 1889ء میں حضرت صوفی احمد جان صاحب کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ کی شادی حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب سے ہوئی حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب نے مردوں میں سے اور حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ نے عورتوں میں سے سب سے پہلے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بیعت کی سعادت حاصل کی تھی اپنی امامت کے دوران حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب نے ایک مرتبہ حضرت صوفی احمد جان صاحب کے بارہ میں فرمایا

"اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بڑے فضل کئے پھر ہمیں ایسے موقعہ پر ناطہ دیا کہ تم تعجب کرو گے۔ جموں کا ایک رئیس بیمار تھا۔ اس نے سب دوائیں کیں کچھ فائدہ نہ ہوا تو فقراء کی طرف متوجہ ہوا جب ہندو فقراء سے فائدہ نہ ہوا تو مسلمان فقراء کی طرف توجہ کی اور ان سب فقراء کو بڑا روپیہ دیا ایک میرا دوست جو اس روپے کے خرچ کا آفیسر تھا اس نے ذکر کیا کہ تین لاکھ تو خرچ ہو چکا اب ایک فقیر سنا ہے جسے بلانے کے لئے آدمی گیا اور اس کے لئے اتنے ہزار روپے تھے مگر اس کا خط آیا اس میں لکھا تھا کہ میرا کام تو دعا کرنا ہے دعا جیسی لدھیانہ میں ہو سکتی ہے ویسی کشمیر میں۔ دونوں جگہ کا خدا ایک ہے وہاں آنے کی ضرورت نہیں ہاں ایک بات ہے اگر آپ کا رعایا سے اچھا سلوک نہیں تو اس کے افراد بد دعائیں دے رہے ہوں گے تو میں ایک دعا کرنے والا کیا کر سکتا ہوں۔ باقی رہے روپے جب آپ نے فقیر سمجھا ہے تو پھر غنی نہیں ہو سکتا اس آفیسر نے کہا کہ میں نے ایسا آدمی ہندوؤں میں دیکھا ہے نہ مسلمانوں میں۔ میں نے کہا سردار صاحب ایسے آدمیوں کے ساتھ رشتہ ہو تو کیا بات ہے سنو! عبدالحی کی ماں اس بزرگ کی بیٹی ہے (عبدالحی حضرت امام اول کے بڑے صاحبزادے تھے۔ ناقل)

(الفضل 2 جولائی 1913ء

بحوالہ حقائق کلام الٰہی جلد دوم صفحہ 508)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام الثانی نے بھی حضرت صوفی احمد جان صاحب کا ذکر بڑی محبت سے فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں

"حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) ایک دفعہ لدھیانہ تشریف لے گئے حضرت (امام اول) کے خسر صوفی احمد جان صاحب جو ایک مشہور پیر اور بزرگ تھے اور جنہوں نے حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) کی کتاب براہین احمدیہ بھی پڑھی ہوئی تھی انہوں نے جب آپکی تشریف آوری کی خبر سنی تو بڑے خوش ہوئے اور اپنے ایک مرید سے جو کابل کے شہزادوں میں سے تھے آپ کی دعوت کروائی حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) ان کے مکان پر تشریف لے گئے اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو صوفی صاحب آپ کو مکان تک پہنچانے کے لئے آپ کے ساتھ ہی چل پڑے۔ صوفی احمد جان صاحب رتڑ چھتڑ والوں کے مرید تھے (رتڑ چھتڑ گورداسپور کے علاقہ میں ہے) حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) نے راستہ میں دریافت فرمایا کہ صوفی صاحب سنا ہے رتڑ چھتڑ والوں کی آپ نے بارہ سال خدمت کی ہے کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ آپ نے ان کی صحبت سے کیا فائدہ حاصل کیا؟ انہوں نے کہا (حضرت) وہ بڑے بزرگ اور باخدا انسان تھے میں بارہ سال ان کی صحبت میں رہا اور بڑا فائدہ حاصل کیا پھر انہوں نے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا جو ان کے پیچھے آ رہا تھا اور کہا (حضرت) ان کی برکت سے اب مجھ میں اتنی طاقت پیدا ہو چکی ہے کہ اگر میں اس شخص کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھوں تو وہ فوراً زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے حضرت (بانی سلسلہ احمدیہ) یہ سنتے ہی کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر سوٹی کو جو آپ کے ہاتھ میں تھی زمین پر رگڑتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ میاں صاحب پھر اس کا آپ کو کیا فائدہ پہنچا اور اگر ایسا ہو جائے تو اس شخص کو کیا فائدہ پہنچے گا؟ وہ چونکہ اہل اللہ میں سے تھے اس لئے آپ نے ابھی اتنا ہی فقرہ کہا تھا کہ فوراً سمجھ گئے اور کہنے لگے۔ میں وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسا نہیں کروں گا میں سمجھ گیا ہوں کہ یہ ایک بے فائدہ چیز ہے۔ اس کا دین اور روحانیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں"۔

(... کبیر جلد پنجم صفحہ 342)

حضرت امام اول نے "صوفی" کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے "ان کے دلی خیالات صاف ہوتے ہیں ان کے اعمال میں کوئی کدورت نہیں ہوتی ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ صاف ہوتا ہے۔ وہ خدا کے حضور احکام کی تعمیل میں اول صف میں کھڑے ہونے والے ہوتے ہیں۔ وہ اس دار الغرور میں دل نہیں لگاتے۔

(حقائق (کلام الٰہی) جلد سوم صفحہ 218)

اور اس میں کیا شک ہے کہ حضرت صوفی احمد جان صاحب ایسے ہی تھے۔ اللہ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔

ooo

ایک اچھی بات

تقویٰ کے معنی ہیں بدی کی باریک راہوں سے پرہیز کرنا۔ مگر نیکی اتنی نہیں کہ ایک شخص کہے کہ میں نیک ہوں اس لئے کہ میں نے کسی کا مال نہیں لیا۔ نیکی یہ ہے کہ نوع انسان کی خدمت کی جائے۔ اور اس کی راہ میں کامل صدق اور وفاداری دکھلائیں اور اس کی راہ میں جان دینے پر تیار رہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹوکنا اور روکنا

آپ نے کسی کو غلط کام کرتے دیکھا تو ٹوکا اور روکا یا آپ خاموش رہے۔ آپ کو یقیناً کبھی نہ کبھی اس بات کا تجربہ ہوا ہو گا کہ آپ کے سامنے کوئی شخص غلط بات کہہ رہا ہے۔ غلط کام کر رہا ہے۔ ہو سکتا ہے بعض اوقات آپ نے اسے ٹوکا ہو اور روکا ہو اور وہ واقعی رک گیا ہو۔ اور آپ کو اس بات سے بڑا اطمینان حاصل ہوا ہو کہ میں نے ایک غلط بات کہنے نہیں دی یا ایک غلط کام کرنے نہیں دیا۔ لیکن اس بات کا بھی امکان ہے کہ آپ کے ٹوکنے اور روکنے کے باوجود اس شخص نے اپنی بات اور اپنا کام جاری رکھا۔ اس نے آپ کی پرواہ ہی نہیں کی۔ اگر ایسا ہوا تو اس بات کا امکان ہے کہ آپ کو غصہ آیا ہو کہ آپ کی بات مانی کیوں نہیں گئی۔ یہ آپ کی انا بھی ہو سکتی ہے اور آپ کی ہمدردی کا اظہار بھی۔ آخر جب ہم کسی سے کوئی بات کہتے ہیں تو اسی لئے کہتے ہیں کہ ہماری بات سنی جائے اور اس پر عمل کیا جائے ضروری تو نہیں کہ ہماری ہر بات پر عمل کیا جائے لیکن ہماری دلی خواہش یہی ہوتی ہے کہ چونکہ ہم نے ہمدردی سے ایک بات کہی ہے اس پر عمل ہونا چاہئے۔ لیکن اگر عمل نہ ہو تو کیا آپ اپنی برافروختگی کو ضبط کر سکتے ہیں۔

یہ مختلف تجربات تو ہمیں آئے دن ہوتے رہتے ہیں اور کسی ایک کو نہیں۔ ہم سب کو۔ چاہئے یہ کہ ہم کسی بری بات کو روک سکتے ہوں تو روکیں یعنی بری بات کہنے یا کرنے والے سے کہیں کہ وہ ایسا نہ کرے۔ اگر ہم نصیحت کر سکتے ہوں تو نصیحت کریں اور اگر ہم اس حیثیت میں ہوں کہ ہم اس کا ہاتھ پکڑ لیں تو اس کا ہاتھ پکڑ کر ہمیں روکنا چاہئے۔ آخر ہمیں یہ بھی تو بتایا گیا ہے۔ مظلوم کی مدد بھی کی جائے اور ظالم کی بھی۔ اور ظالم کی مدد اس طرح کی جائے کہ اس کا ہاتھ روکا جائے لیکن ہو سکتا ہے کہ آپ اس حیثیت میں نہ ہوں کہ اپنے ہاتھ سے اس بات کو روکیں تو گویا کہ آپ ہاتھ سے بھی نہ روک سکے اور زبان سے بھی نہ روک سکے۔ تو اب دل کی باری آتی ہے۔ آپ اپنے دل میں اس بات کو برا منایئے۔ خاموش تو رہیے لیکن آپ کا دل خاموش نہ رہے جس بات کو آپ برا سمجھتے ہیں وہ اسے برا کہے اور صرف کہے نہیں بلکہ یہ عہد کرلے کہ میں نے یہ بات نہیں کرنی۔ گویا اس طرح بھی اگرچہ برائی کا خاتمہ تو نہیں ہوتا لیکن برائی کم تو ضرور ہو جاتی ہے اور ہو سکتا ہے کم ہوتے ہوتے برائی ہی ختم ہو جائے۔

پس ایسا ضرور کیجئے کہ اگر آپ اس حیثیت میں ہیں کہ ہاتھ سے روکیں تو ہاتھ سے روکئے نہیں تو زبان سے روکئے۔ اور اگر ایسا بھی ممکن نہ ہو تو اپنے دل میں بری بات کو بری سمجھ کر یہ عزم کریں کہ آپ ایسا کبھی نہیں کریں گے۔ حالات چاہے کیسے ہی کیوں نہ ہوں۔ برائی کو برائی ہی سمجھا جائے گا۔

اگر آپ کو کوئی ایسا تجربہ ہوا ہے کہ آپ نے کسی کو ٹوکا اور روکا تو یا وہ باز آگیا یا وہ باز نہیں آیا تو یہ بتایئے کہ آپ کی کس بات نے اس پر اثر کیا اور اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ یہ بھی ایسی بات ہے جو ہم سب کے کام آسکتی ہے۔ اس کا نفسیات سے تعلق ہے۔ دوہری نفسیات سے۔ یعنی ہماری اپنی نفسیات سے بھی اور دوسرے شخص کی نفسیات سے بھی۔ اگر ہم اس کا گہرا مطالعہ کریں تو ہم یقیناً بہتر نتائج تک پہنچ سکتے ہیں۔ کیا آپ اپنا ایسا کوئی واقعہ تحریر کریں گے۔ ضرور کیجئے۔

ہم اس سلسلے کی ابتدا کرتے ہوئے ایک استاد صاحب ظہور دین بابر جو ایک ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے پرنسپل ہیں کی ایک تحریر پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔

(ن-س)

استاد اور ضبط و تحمل

ویسے تو سب کے لئے ہی اعلیٰ اخلاق و کردار کا حامل ہونا ضروری ہے مگر استاد کے لئے ان اوصاف کی اہمیت و ضرورت مزید بڑھ جاتی ہے خصوصاً ضبط و تحمل اور قوت برداشت کی۔ کیونکہ بعض اوقات ایسے معاملات درپیش ہو جاتے ہیں کہ جہاں انسان فوراً مغلوب الغضب ہو سکتا ہے مگر استاد کو ایسے موقعہ پر بڑی احتیاط لازم ہے کیونکہ استاد کی ذرا سی بھول کام خراب کر سکتی ہے اور شاگرد کی نظروں میں اچھا تاثر پیدا نہیں کرتی۔ اس کے برعکس اس کے ضبط و تحمل کا مظاہرہ شاگرد کو ہمیشہ کے لئے گرویدہ بنا لیتا ہے اور اس میں بھی ویسے ہی اوصاف جنم لیتے ہیں اور وہ استاد کے طرز عمل کو بعض اوقات ساری زندگی یاد رکھتا ہے۔

ایک مدت گزر گئی کہ ان دنوں گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی رسول کے پرنسپل جو بعد میں سارے پنجاب کے ڈائریکٹر فنی تعلیم کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے' شام کے بعد اپنی بیگم کے ہمراہ کالج کیمپس کی سیر کو نکلے۔ یاد رہے کہ یہ ادارہ ایک تاریخی ادارہ ہے جو کئی مربع اراضی پر قائم ہے اور اساتذہ کی رہائش گاہیں بھی اس کے اندر واقع ہیں۔ عہد انگریزی میں قائم ہوا تھا۔ اس کے سبزہ زار اور بلند و بالا درخت ایک دلفریب منظر پیش کرتے ہیں جن میں خصوصی طرز تعمیر کی کالج کی سرخ رنگ کی پرشکوہ عمارات اپنی ہی شان رکھتی ہیں۔ پرنسپل صاحب اپنی کوٹھی سے نکلے اور بیگم کے ہمراہ خراماں خراماں چلتے جا رہے تھے کہ ہوسٹل کے لڑکوں نے دیکھا۔ غالباً نئے داخل ہونے والے لڑکے تھے۔ انہیں شرارت سوجھی۔ آوازے کسنے لگے۔ پرنسپل صاحب نے سن لیا مگر خاموشی سے گزر گئے۔ اگلے روز اسمبلی کے موقعہ پر پرنسپل صاحب سٹیج پر آ گئے۔ ہوسٹل کے طلباء کا ماتھا ٹھنکا۔ رات والی بات یاد آگئی۔ آپ طلباء سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ ہمارے معاشرہ میں ایک استاد کا مقام باپ کے برابر ہے نا۔ طلباء نے اثبات میں جواب دیا۔

پھر آپ نے اپنی بیگم کو قریب آنے کا اشارہ کیا جو آپ کے ساتھ ہی تشریف لائیں تھیں۔ آپ دوبارہ طلباء کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا "تو پھر یہ خاتون جو میری بیوی ہے آپ کی ماں کے برابر ٹھہریں" طلباء نے سر جھکا لئے بعد میں پرنسپل صاحب معمول کے مطابق بیگم کے ہمراہ سیر کرتے رہے مگر کوئی آوازہ نہ سنی۔

پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس سے شہر کی جانب یونیورسٹی کی بس معمول کے راؤنڈ پر چلی تو اگلے حصہ مستورات میں ایک خاتون کو دیکھ کر چند لڑکے آپس میں استفسار کرنے لگے "یہ خوبصورت لڑکی کون ہے؟" کسی نے کوئی تبصرہ کر دیا اور دوسرے ہنس پڑے۔ ایسے ہی پاس بیٹھے یونیورسٹی کے شعبہ اردو کے استاد نامور شاعر پروفیسر سجاد باقر رضوی نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور بولے "نوجوان یہ خوبصورت لڑکی میری بیوی ہے سمجھے"۔

اب لڑکے ہیں کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں ہے۔

باقی صفحہ 7 پر

○

کون سمجھائے کسی کو کیا ہے دردِ بے بسی
وہ ہی جانے جو کہ خود سہتا ہے دردِ بے بسی

ذہن کی اونچی اڑانیں اور بے بال و پری
کیسے کیسے دل کو تڑپاتا ہے دردِ بے بسی

ابتلاؤں کے سفر میں ساتھ کوئی دے نہ دے
ہمسفر اس راہ میں رہتا ہے دردِ بے بسی

ہے یہی انسان کی اوقات اس کے ہاتھ میں
ہے اگر کچھ تو فقط تنہا ہے دردِ بے بسی

بے بسی کی کیفیت اپنی کروں میں کیا بیاں
بے بسوں کو دیکھ کے تڑپا ہے دردِ بے بسی

اس کے دل کی کرچیاں میرے بھی دل میں چبھ گئیں
جس کی آنکھوں میں نظر آیا ہے دردِ بے بسی

درد سب جاتے رہے سینہ سے جب یہ آ لگا
چارۂ دردِ دگر حقّا ہے دردِ بے بسی

ایک ذاتِ مقتدر کے در کا دیتا ہے نشاں
بے وسیلہ جب مجھے پاتا ہے دردِ بے بسی

جب لپک کے اس نے مجھ کو لے لیا آغوش میں
میں نے جانا نعمتِ عظمیٰ ہے دردِ بے بسی

صاحبزادی امتہ القدوس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نعمت راجہ بنت راجہ ناصر احمد کراچی

محترم چوہدری احمد مختار صاحب

بعض لوگ اس دنیا میں آتے ہیں اور اپنے اچھے کردار کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں یادگار بن جاتے ہیں۔ محترم چوہدری احمد مختار صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ کراچی انہیں لوگوں میں سے ایک تھے۔ ان کے جانے سے ایک ایسا خلاء پیدا ہوا ہے جو جلد بھرنے والا نہیں ہے۔ ہم کراچی کے ایک عالم بزرگ سے محروم ہو گئے ہیں۔ لیکن یہ بات تو طے ہے کہ ہم سب خدا کے ہی ہیں اور اس کی طرف ہی لوٹ جانا ہے۔ اصل بات تو یہ ہے کہ خدا کی دی ہوئی سب سے بڑی نعمت کو اس فرد نے کس طرح سنوار کر گزارا۔ اور محترم امیر صاحب کے لئے تو یہ بات ہر بندہ کہہ سکتا ہے کہ انہوں نے نہایت احسن رنگ میں خدا کی دی ہوئی اس نعمت کو استعمال کیا۔ میں نے امیر صاحب کو زیادہ قریب سے تو نہیں دیکھا لیکن ان کے بارے میں بہت کچھ سنا کیونکہ میرے والد سیکرٹری ضیافت کراچی ہیں اور وہ ان کی تقریباً سارے دن کی مصروفیات سے واقف تھے۔ اور یہ باتیں وہ گاہے بگاہے ہم سے کرتے رہتے ہیں۔ امیر صاحب کی بعض عادتوں کا ذکر کرتے ہیں تاکہ ہم بہن بھائیوں کے دل میں بھی ان نیک عادات کو اپنانے کی ہمت بندھے۔

میں نے ہوش سنبھالنے پر اپنے گھر کا یہی طریق دیکھا کہ کبھی بھی کوئی مسئلہ یا مشکل درپیش ہوتی تو حضرت صاحب اور میرے نانا مکرم جناب مولوی قمرالدین صاحب مولوی فاضل کو خط لکھا جاتا اور اس کے ساتھ ہی امیر صاحب کی خدمت میں بھی دعا کی درخواست کی جاتی تھی۔ چونکہ ہم کراچی میں ہی مقیم ہیں تو اس لئے سب سے پہلے دعائیہ کلمات اور تسلی کے الفاظ امیر صاحب کی طرف سے آتے اور پھر ہمیں حضرت صاحب اور میرے نانا کا خط آتا تھا۔ پھر اس مسئلہ کے حل ہونے تک بار بار از خود معلوم کرتے تھے کہیں ضرورت محسوس کرتے تو اپنے مشوروں سے بھی مستفیض کرتے اور کبھی کوئی کام نہ ہوتا تو اس موقع پر ایسی پر اثر بات کہتے کہ دل کو سکون مل جاتا تھا۔

حضرت صاحب کے براہ راست درس کلام الہی سے پہلے ہر سال بابرکت ایام میں روزانہ کسی نہ کسی حلقے میں درس دیتے تھے اور لوگ کثرت سے اس دن ان کے درس میں شریک ہوتے تھے۔ کسی چندے کی تحریک کرنی ہوتی تھی تو پہلے خود اس میں حصہ لیتے تھے۔ روپے پیسے کی کبھی پرواہ نہ کی تھی کوئی بھی ضرورت مند آجاتا تو جتنی بھی مدد ہو سکتی تھی کرتے تھے اپنی عاملہ کا اتنا خیال تھا کہ اگر کسی وجہ سے میرے والد گیسٹ ہاؤس نہیں جاتے تھے تو فون کر کے خیریت ضرور پوچھتے تھے بعض دفعہ ان کا فون آنے پر واضح پتہ نہیں چلتا تھا کہ کون بات کر رہا ہے تو پوچھنا کہ کون صاحب؟ تو نہایت سادگی سے اپنا نام لینا کہ احمد مختار بول رہا ہوں اور بہت عزت سے میرے والد یا بھائیوں کا نام لینا کہ ان سے بات کروا دیں۔

ہمارے گھر ہر عید پر امیر صاحب مٹھائی یا کیک بھجواتے تھے اس دفعہ ان کو عید پر بے حد یاد کیا کہ ہمیں عید کی دعاؤں میں یاد رکھنے والے اور ہمیں اپنی عید کی خوشیوں میں شریک کرنے والے ایک اور بزرگ چلے گئے۔ پچھلے سال اکتوبر میں میری والدہ کا اپریشن ہوا تو ان کا فون پر حال پوچھتے رہے اور کہتے تھے کہ دعا کریں میں بھی دعا کر رہا ہوں اللہ کرے گا سب ٹھیک ہو جائے گا۔ پھر اس کے بعد دسمبر میں میرے والد کی طبیعت کافی ناساز رہی تو فون پر تو حال پوچھتے ہی تھے گھر پر بھی باوجود اپنی خرابی طبیعت کے دوسرے تیسرے روز چکر لگا کر خیریت دریافت کرتے تھے۔ اپنے حلقہ کی ایک خاتون سے باتوں میں امیر صاحب کی آمد کا ذکر کیا تو انہوں نے یقین ہی نہ کیا کیونکہ ان دنوں وہ خود ہاسپٹل میں داخل رہے تھے اور ان خاتون کی سوچ بھی درست تھی کہ جب ایک انسان خود اتنا بیمار ہو تو وہ کیسے کسی دوسرے کی مزاج پرسی کے لئے آسکتا ہے۔ ایسے وقت میں آنکھیں تشکر سے لبریز ہو جاتی تھیں کہ انہوں نے اپنی اتنی بیماری میں بھی میرے والد کو یاد رکھا۔ میرے والد اور امیر صاحب میں محسوس یہ ہوتا ہے کہ ایک برادرانہ رشتہ تھا تبھی وہ ایک دوسرے کو اتنا سمجھتے تھے جس رات وہ فوت ہوئے اس دن بار بار والد صاحب کہتے تھے کہ میں نے صبح دس بجے گیسٹ ہاؤس جا کر امیر صاحب سے ملنا ہے چونکہ ان کی طبیعت خراب تھی اس لئے فوری طور پر یہی بتایا کہ امیر صاحب کے لئے دعا کریں مگر لگتا تھا کہ میرے والد کو اندرونی طور پر پتہ چل گیا تھا جس کی وجہ سے ان کا گیسٹ ہاؤس جانے کا اصرار بڑھتا ہی جا رہا تھا۔ میں نے بھی ان کا چہرہ دیکھا بالکل صاف تھا کسی فکر یا تردد کا شائبہ بھی نہیں تھا۔

وہ نظام جماعت کے ہر طرح سے فرماں بردار تھے اور دوسروں کو بھی اس پر کاربند رہنے کی تلقین کرتے تھے اور اپنے متعلق وہ دوسروں کو صرف دعا کا کہتے تھے۔ میں نے کسی جگہ یہ بات پڑھی تھی جو مجھے بہت اچھی لگی کہ ہمیں یہ دعا کرنا چاہئے کہ "اے اللہ ہمیں کبھی آزمائش میں نہ ڈالنا اور اگر تجھے ہمارا امتحان لینا ہی مقصود ہے تو پھر تو ہی اپنی رحمت اور فضل کے نتیجے میں ہمیں اس آزمائش سے نکالنا" یہ سچ ہے کہ انسان کا روحانی مقام جتنا بلند ہو اس میں برداشت کی اتنی ہی طاقت ہوتی ہے ورنہ عام انسان تو ایک ہی جھٹکے سے سنبھل نہیں سکتا۔ ان سب باتوں سے الگ اور خاص بات حضرت صاحب کا اپنے خطبے میں (جو ان کی وفات کے اگلے روز تھا) امیر صاحب کو خراج تحسین پیش کرنا تھا۔ حضرت صاحب کا پہلے استغفار کے موضوع پر خطبہ اور پھر امیر صاحب کا ذکر خیر ان دونوں باتوں نے مل کر ایک عجیب سی کیفیت پیدا کر دی تھی جو بیان سے باہر ہے۔

اب تو خدا تعالیٰ سے ہی دعا ہے کہ خدایا ہماری

باقی صفحہ 7 پر

طب وصحت

ڈاکٹر ایس اے اختر

ٹائیفائیڈ

امید ہے آپ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اچھی صحت میں ہونگے۔ "طب و صحت" کے عنوان سے دو مضمون بھجوا رہا ہوں امید ہے پسند آئیں گے۔ آپ کی طرف سے بھی آپ کے ڈاکٹر نہ ہونے کے باوجود اکثر طب و صحت کے عنوان سے "طب" کے موضوع پر خوب صورت اور مفید مضمون پڑھنے کو ملتے رہتے ہیں۔ جو کہ جدید تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آئندہ بھی آپ کو لمبی صحت والی عمر عطا فرمائے اور اسی طرح دین کی خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین

آج بھی اگر علاج معالجہ کی مناسب سہولیات نہ ہوں۔ تو ٹائیفائیڈ ایک جان لیوا مرض ہے۔ ٹائیفائیڈ کا بخار ایک اندرونی بیماری ہے۔ اور ایک بیکٹریا سالمونیلا (SOLMONELLA TYPHI) سے پھیلتا ہے۔ اور یہ انفیکشن منہ کے ذریعے جسم میں داخل ہوتا ہے۔ ترقی پذیر ممالک جیسے پاکستان۔ انڈیا۔ بنگلہ دیش میں یہ ایک عام مرض ہے۔ سالانہ تقریباً ایک کروڑ سے زیادہ افراد اس بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔

ٹائیفائیڈ پھیلنے کے اسباب

یہ مرض سالمونیلا کے جراثیم سے آلودہ غذا کے کھانے سے ہوتا ہے۔ عام طور پر ٹائیفائیڈ کے مریض کے خارج شدہ فضلات پر مکھیاں بیٹھتی ہیں۔ اور یہ جراثیم کھانے پینے کی چیزوں پر منتقل کر دیتی ہیں۔ اسی طرح اگر گٹر کا پانی عام پینے کے پانی سے مل جائے تو اسے بھی ان جراثیم سے آلودہ کر دیگا۔ اور مرض کو پھیلنے میں مددگار ہوگا۔

ٹائیفائیڈ کی علامات

ٹائیفائیڈ کے جراثیم منہ کے راستے معدے میں داخل ہوتے ہیں۔ اور وہاں سے چھوٹی آنت اور بڑی آنت میں جاتے ہیں۔ اور اگر انسان کی قوت مدافعت کمزور ہو۔ تو بخار کی علامات ظاہر ہونا شروع ہو جائیں گی۔ صحیح اور موثر علاج نہ ملنے سے یہ جراثیم خون میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ اور SEPTECHEMIA جیسی جان لیوا حالت بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ یہ جراثیم پتہ۔ تلی۔ جگر۔ جوڑوں اور دیگر اہم اعضاء کو بھی متاثر کر سکتے ہیں۔ ٹائیفائیڈ سے بخار کا آغاز آہستہ لیکن سر درد، سستی، بھوک میں کمی، اور ہلکے بخار کے ساتھ ہوتا ہے۔ سردی کا لگنا بھی عام ہے۔ بخار روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔ جلد میں موجود خون کی باریک نالیوں میں خون جمنا شروع ہو جاتا ہے لہٰذا سرخ موتی نما دھبے بن جاتے ہیں۔ جو سینہ پر نمایاں ہوتے ہیں۔

ٹائیفائیڈ کی پیچیدگیاں

اگر ٹائیفائیڈ کا مرض دیر سے تشخیص ہو یا پھر علاج میں کوتاہی ہو تو اس مرض میں مندرجہ ذیل پیچیدگیاں پیدا ہو سکتی ہیں۔

(1) وزن کم ہونا (2) توانائی میں کمی ہو جانا (3) غذا کی نالی میں زخم ہو جانا یا اس کا پھٹ جانا۔ تاخیر سے نمودار ہونے والی پیچیدگیوں میں PERIPHERAL HAEMOLYTIC ANEMIA 'NEURITIS اور ALOPECIA شامل ہیں۔ اس کے علاوہ ٹائیفائیڈ کی وجہ سے گردن توڑ بخار۔ پتے کا انفیکشن۔ ہڈیوں کا انفیکشن۔ جوڑوں کا درد اور انفیکشن۔ اور گردے کا انفیکشن بھی ہو سکتا ہے۔

ٹائیفائیڈ کی تشخیص

ٹائیفائیڈ بخار کی تشخیص خاص طور پر شروع میں ایک مشکل امر ہے۔ کیونکہ اس کے بخار کی مماثلت ملیریا سے کافی زیادہ ملتی ہے۔ اس لئے یہ بہت ضروری ہے۔ کہ بخار اور کسی بھی دوسری علامات کے ظاہر ہونے پر اپنے خاندانی معالج سے فوری رابطہ کریں۔ وہی ماہرانہ طور پر ٹائیفائیڈ کی تشخیص کر سکتے ہیں۔ بعض صورتوں میں۔ BLOOD CULTURE, BONE MARROW CULTURE, STOOL AND URINECULTURE اور WIDAL TEST وغیرہ بھی کروائے جاتے ہیں جنکے مثبت ہونے کی صورت میں تشخیص میں آسانی اور مرض کی توثیق ہو جاتی ہے۔

ٹائیفائیڈ کا علاج

ٹائیفائیڈ کی تشخیص ہونے کی صورت میں مریض کو اپنے معالج کے ساتھ بھرپور تعاون کرنا چاہئے۔ جدید سائنس نے ٹائیفائیڈ کا موثر اور مختصر علاج دریافت کر لیا ہے۔ اور مختلف ANTI-BIOTICS دستیاب ہیں۔ لیکن علاج کے ساتھ ساتھ احتیاطی تدابیر جلد از جلد صحت یابی میں معاون ثابت ہونگی۔ مریض کو ادویات کے ساتھ ساتھ سیال اشیاء کا کثرت سے استعمال کرنا چاہئے۔ نرم خوراک جو کہ وٹامن اور پروٹین سے بھرپور ہو استعمال کی جائے۔ مریض کو چاہئے کہ وہ مکمل آرام کرے۔ مریض یا اس کے عزیز و اقارب کو ٹائیفائیڈ کے علاج میں فوری نتائج کی توقع نہیں کرنی چاہئے۔ اپنے معالج پر مکمل اعتماد کریں اور اسکی ہدایات پر باقاعدگی سے عمل پیرا ہوں۔

ٹائیفائیڈ سے بچاؤ

ایک پرانا مقولہ ہے کہ "علاج سے پرہیز اور

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

فلسطین اسرائیل کشیدگی کا نیا دور

جیسا کہا جا رہا تھا ویسا ہی ہوا۔ اور جب تک اسرائیل کے انتہا پسند ہوش کے ناخن نہ لیں گے ایسا ہی ہوتا رہے گا۔ کہا یہ گیا تھا کہ بیت المقدس میں اسرائیلیوں کی تازہ بستیاں بسانے کے فیصلے سے فلسطین اسرائیل کشیدگی میں اضافہ ہو جائے گا جو لازمی طور پر انسانی جانوں کے اتلاف پر منتج ہو گا۔ لیکن اسرائیلی حکام اور اسرائیلی عوام حالات سے آنکھیں چراتے ہوئے یہ سمجھے بیٹھے تھے کہ معمولی مظاہروں کے سوا کچھ نہ ہو گا اور اسرائیل کے حکام نے مظاہروں پر قابو پانے کے لئے اپنی فوج اور پولیس کو الرٹ بھی کر دیا تھا۔

لیکن بات صرف یہاں تک محدود نہیں ہے۔ اور مبصرین واضح طور پر دیکھ رہے ہیں کہ بات یہاں تک محدود بھی نہیں رہے گی۔ اسرائیل کے دارالحکومت تل ابیب میں ایک پر ہجوم قہوہ خانے میں ایک دھماکے کے نتیجہ میں چار افراد ہلاک اور تین درجن سے زائد زخمی ہو گئے۔ جن میں سے بعض کی حالت نازک ہے۔ اسرائیلی پولیس کا کہنا ہے کہ یہ دھماکہ خودکشی پر آمادہ کسی شخص نے کیا ہے۔ اسرائیلی ریڈیو نے تل ابیب میں پولیس کے سربراہ کے حوالے سے بتایا ہے کہ عسکریت پسند تنظیم حماس نے اس دھماکہ کی ذمہ داری قبول کرلی ہے۔

فلسطینی صدر یاسر عرفات نے اس دھماکہ کی مذمت کی ہے۔

برطانوی اخبار کے مطابق تصادم کے خدشہ کے پیش نظر بیت المقدس کے متنازعہ علاقوں میں فوج کو چوکس کر دیا گیا ہے۔ فلسطین کے سربراہ یاسر عرفات نے وزیراعظم بن یامین نیتن یاہو کی مذاکرات اور معاملات حل کرنے کی پیش کش مسترد کر دی ہے۔ انہوں نے کہا کہ یاہو سے اس وقت تک کوئی بات چیت نہیں ہو سکتی جب تک وہ بیت المقدس میں یہودی بستیوں کی تعمیر بند نہیں کرا دیتے۔

بی بی سی کے مطابق اسرائیل کے شہر الخلیل میں سینکڑوں فلسطینیوں کا اسرائیل کی فوج سے تصادم ہوا ہے۔ یہ تصادم متنازعہ مشرقی بیت المقدس میں یہودیوں کے نئے مکانات کی تعمیر کے خلاف احتجاج کے دوران ہوا۔ اسرائیلی فوج کا کہنا ہے کہ چار فوجی اور تین درجن فلسطینی زخمی ہو گئے۔ احتجاج کرنے والوں نے پتھر اور آگ لگانے والے بم پھینکے۔ فوج نے جواب میں آنسو گیس اور ربڑ کی گولیاں استعمال کیں اور ہوائی فائرنگ کی۔

اسرائیل کی موجودہ حکومت کشیدگی اور محاذ آرائی کی جس راہ پر چل نکلی ہے اس نے علاقے میں امن کے روشن ہوتے ہوئے امکانات کو ایک بار پھر تاریکی میں دھکیل دیا ہے۔ سابق حکومت اور یاسر عرفات کے درمیان اور سابق حکومت اور شاہ حسین کے درمیان جو مفاہمت ہوئی تھی اس سے وسیع تر امن کے امکانات روشن ہو گئے تھے۔ مگر برا ہو اسرائیلی رائے عامہ کا جس نے لیبر پارٹی کو انتخابات میں شکست سے ہمکنار کرا کے اپنے ملک کو کشیدگی اور محاذ آرائی کے نئے دور میں داخل کر دیا ہے۔ اللہ ان کو سمجھ دے۔

○○○

روس امریکہ بات چیت ناکام

روس کے صدر بورس یلسن اور امریکہ کے صدر بل کلنٹن (جو گھٹنے کے آپریشن کے باعث ابھی تک ٹانگ سیدھی نہیں کر سکتے) کے درمیان فن لینڈ کے دارالحکومت ہیلسنکی میں مذاکرات ناکامی کے بعد اختتام پذیر ہو گئے۔ موضوع بحث نیٹو کی توسیع اور اس میں سابق مشرقی یورپ کے کمیونسٹ بلاک کے ممالک کی شمولیت کا معاملہ۔ روس ان ممالک کی نیٹو میں شمولیت کا سخت مخالف ہے اور ان ممالک کو ایٹمی جنگ کی دھمکیاں بھی دے چکا ہے۔ روس کا کہنا ہے کہ نیٹو میں ان ممالک کی شمولیت سے روس کی سلامتی کو خطرات لاحق ہو جائیں گے۔

اس موضوع پر روس اور امریکہ کے صدر صاحبان کے درمیان بات چیت ہوئی۔ بات چیت کو طویل اور معنی خیز بتایا گیا۔ لیکن دونوں لیڈروں کی مشترکہ پریس کانفرنس نے واضح کر دیا کہ بات چیت پورے طور پر ناکام رہی ہے۔ امریکہ نے نیٹو میں توسیع کے سوال پر روس کا کوئی بھی اعتراض قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ نیٹو میں توسیع سے جس کے تحت سوویت بلاک کے سابق ارکان کو رکنیت کی پیشکش کی گئی ہے 'یورپی سلامتی مستحکم ہو گی۔

درحقیقت امریکہ اور یورپ کے اتحادی روس کو کمزور ہی تو کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ سابق سوویت روس چھوٹا تو ہو گیا ہے مگر کمزور زیادہ نہیں ہوا۔ اس کو مسلسل دبا کر رکھنا بھی ضروری ہے۔ حتیٰ کہ روس اور اس کے اتحادیوں کے درمیان اتنی دوری پیدا ہو جائے کہ وہ کسی خطرے کا موجب نہ رہے۔ عالمی سیاست میں تو صرف اپنے اپنے مفادات کے حصول کی جنگ ہوتی ہے۔ اس میں اس بات کا کوئی دخل نہیں کہ دوسرا کس مشکل میں مبتلا ہوتا ہے۔ روس بھی سوویت یونین کے ٹوٹنے کے بعد اب امریکہ کی ماتحتی کا کردار ادا کرنے پر مجبور ہے۔ ماضی میں اگر روس کی بجائے سوویت یونین سے امریکی صدر کی ملاقات ہوتی تو اس کا انجام یہ نہ ہوتا۔ روس کی سختی سے کئی گئی بات کو امریکہ ماننے پر مجبور ہوتا تھا اور امریکہ جب کسی بات پر تل جاتا تھا تو روس کو وہ بات ماننی پڑتی تھی۔ کیونکہ دونوں طاقتیں ایک دوسرے کے ہم پلہ تھیں۔ اب تو روس اور امریکہ ایک دوسرے کے ہم پلہ نہیں ہیں اس لئے اگر امریکہ کا دل کرے گا تو روس کی مان لے گا ورنہ اپنی منوائے گا۔ اور ماضی میں روس کو ایسا تجربہ کئی بار ہو بھی چکا ہے اور اب بھی ایسا ہی ہو گا۔

چوہدری خالد سیف اللہ خان نمائندہ الفضل انٹرنیشنل لندن

آسٹریلیا کی خلائی تحقیقات میں پیش رفت

آسٹریلیا نے کینبرا کے نزدیک ایک رصد گاہ تعمیر کی ہے جس نے کچھ عرصہ قبل کام کرنا شروع کر دیا ہے۔ یہ رصد گاہ ایک بین الاقوامی منصوبہ کا حصہ ہے جس کا مقصد یہ معلوم کرنا ہے کہ آیا یہ کائنات جو ایک بڑے دھماکہ (Big Bang) کے نتیجہ میں وجود میں آئی تھی اور اس وقت سے دھماکہ کی قوت کے زیر اثر ہر آن پھیلتی چلی جا رہی ہے کیا یہ ہمیشہ ایسے ہی پھیلتی رہے گی یا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا جب کائنات میں بکھرے ہوئے بے پناہ مادہ کی کشش ثقل پھلاؤ پیدا کرنے والی قوت پر غالب آجائے گی اور پھر اپنے آغاز کی طرح ایک نقطہ پر مرکوز ہو جائے گی جس طرح کہ بگ بینگ سے پہلے تھی۔ اس واپسی کے عمل کو آسٹریلیا کے سائنس دانوں نے Big Bang کو الٹا کر Gib Gnab کا نام دیا ہے جبکہ دوسرے سائنس دان اس کو Big Squeez یا Big Crunch کا نام دیتے ہیں۔ آسٹریلیا کے سائنس دان کہتے ہیں ہمارا ادھرا ہوا نام دوسرے ناموں سے کم نہیں۔

اس غرض کے لئے سائنس دان کائنات کے آخری معلوم کنارے پر واقع دس ستاروں کا مشاہدہ و معائنہ کر رہے ہیں جن میں سے ایک کا نام انہوں نے 1995K رکھا ہے اور چھ ارب سال پہلے بگ بینگ کے نتیجہ میں وجود میں آیا تھا۔ اتفاق کی بات ہے کہ اس کی روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے سفر کرتی ہوئی اب زمین پر پہنچی ہے اور وہ اس طرح نظر آ رہا ہے جس طرح چھ ارب سال پہلے اپنی پیدائش کے وقت تھا گویا سائنس دان ایک ستارے کی پیدائش کا نظارہ کر رہے ہیں۔ اس وقت وہ کیا ہے اور کیسا ہے وہ وہی دیکھ سکتا ہے جو چھ ارب سال بعد زمین پر سے مشاہدہ کرے گا بشرطیکہ تب تک ہماری زمین رہی تو جس کا امکان بہت کم ہے۔ یہی حال دوسرے ان گنت ستاروں کا ہے جو کچھ ہم دیکھتے ہیں پتہ نہیں ان پر کتنا عرصہ گزر چکا ہو گا۔ اگر سورج پر کوئی دھماکہ ہو تو ہمیں نو منٹ بعد دکھائی دے گا۔ (غالب شاید سائنس دان بھی تھا جس نے کہا تھا)

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکہ یہ بازی گر کھلا

بہرحال سائنس دانوں کی ٹیم کائنات کے انتہائی دور کنارہ پر واقع Supernovae یعنی جلتے ہوئے ستاروں کا مشاہدہ کر رہے ہیں تا یہ معلوم کریں کہ کہکشائیں کس رفتار سے ایک دوسرے سے پرے ہٹ رہی ہیں۔ سپرنووا 1995K بھی ایک کہکشاں کا حصہ ہے یہ سورج سے بھی دس گنا زیادہ روشن ہے لیکن بوجہ دوری کے اس کی جو روشنی ہم تک پہنچتی ہے وہ اس روشنی سے بھی چالیس لاکھ گنا کم ہے جو ہماری ننگی آنکھ دیکھ سکتی ہے۔ لہٰذا اس کو دیکھنے کے لئے طاقتور دوربینوں کی ضرورت ہے۔

جہاں تک ہمارے اپنے سورج کا تعلق ہے سائنس دانوں کا اندازہ ہے کہ یہ مزید پانچ ارب سال تک روشنی دے گا اور پھر اس کا تیل (یعنی اس کے اندر ہونے والا نیوکلائی عمل) ختم ہو جائے گا اور یہ چراغ بجھ جائے گا۔ (لہٰذا جو کام نپٹانے ہیں ابھی روشنی ہے جلدی جلدی نپٹا لیں)۔ لیکن سائنس دان کہتے ہیں زمین کے باسیوں کو فکر کی ضرورت نہیں۔ اس وقت تک انسان یا ارتقاء کے عمل کے نتیجہ میں بدلتے ہوئے ماحول کے ساتھ بدلتا ہوا کسی دوسری مخلوق کی صورت میں بدل چکا ہو گا یا مٹ چکا ہو گا۔

روس کے موجودہ صدر بورس یلسن سوویت یونین کے ٹکڑے کرنے میں بڑے پیش پیش تھے تاکہ گورباچوف کا اقتدار ختم کر کے خود روس کا اقتدار سنبھالا جا سکے اب ان کو موجودہ صورت حال کے لئے تیار رہنا پڑے گا۔

اے باد صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

○○○

اسرائیل کی سپریم کورٹ نے مذہب پر اکثریتی فرقہ کی اجارہ داری ختم کردی

اسرائیل میں آباد سب سے بڑا یہودی فرقہ آرتھوڈاکس (ORTHODOX) کہلاتا ہے۔ اب تک ان کو مذہبی معاملات میں اجارہ داری حاصل تھی۔ اور حکومت نے قانونی طور پر ان کا یہ حق تسلیم کیا ہوا تھا۔ صرف انہیں کو اختیار تھا کہ کسی کو یہودی مذہب میں داخل کر سکیں یا یہودی ہونے کا سرٹیفیکیٹ جاری کر سکیں۔ نکاح۔ شادی۔ طلاق اور نماز جنازہ سے متعلقہ معاملات نپٹانے کا اختیار بھی انہیں کو تھا۔ اگر کوئی اقلیتی فرقہ کسی کو یہودیت میں داخل کرتا تو اکثریتی فرقہ اسے یہودی تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا۔ اسرائیل میں سابق روسی ریاستوں سے آئے ہوئے ہزاروں یہودی آباد ہیں جن کو اکثریتی فرقہ یہودی ماننے سے انکاری ہے وہ نکاح طلاق وغیرہ کے معاملات میں پریشان تھا۔

اس صورت حال کی اصلاح کے لئے ایک تحریک کام کر رہی ہے جس کا نام

Israeel Movement For Progressive Judaism

ہے۔ امریکہ میں بسنے والے یہودیوں کی اکثریت اس تحریک سے وابستہ ہے۔ لیکن اسرائیل میں ان کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہیں۔ برازیل سے ایک یہودی عورت مسمی

MS HAVA GOLSTEIN

اسرائیل میں آکر آباد ہوئی لیکن یہودی فرقہ اسے یہودی ماننے سے انکاری تھا جس پر مذکورہ بالا اصلاحی تحریک نے اس کا معاملہ عدالت میں اٹھایا جس پر سپریم کورٹ نے فیصلہ کیا کہ اقلیتی فرقوں کو بھی کسی کو یہودیت میں داخل کرنے کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حق حاصل ہے۔ لیکن عدالت نے اپنے حکم میں حکومت کو ایسی کوئی ہدایت جاری نہیں کی کہ وہ اقلیتی فرقوں کے بنائے ہوئے یہودیوں کو بھی قانونی طور پر یہودی تسلیم کر لیں۔ یہ معاملہ حکومت کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے البتہ امید کی جاتی ہے کہ حکومت سپریم کورٹ کے فیصلہ کی روشنی میں اکثریتی فرقہ کی اجارہ داری ختم کر کے اقلیتی فرقوں کو بھی برابر کے حقوق دے دے گی۔

یہودیوں کے یوں تو چھوٹے چھوٹے فرقے بہت ہیں لیکن بڑے بڑے فرقے تین ہیں۔ آرتھوڈاکس، ریفارم اور کنزرویٹو۔

آرتھوڈاکس کہتے ہیں کہ تورات اور طالمود دونوں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھیں۔ وہ حلال کھانے کی پابندی کرتے ہیں۔ سبت کو مناتے ہیں اور طلوع آفتاب سے قبل، شام اور بعد غروب آفتاب۔ تین نمازیں پڑھتے ہیں۔

ریفارم تحریک کا آغاز 1800ء کے بعد ہوا وہ تورات کی تعلیم کو بھی تنقید کا نشانہ بناتے ہیں اور طالمود کو الہامی کتاب کی بجائے انسانی روایات کا مجموعہ قرار دیتے ہیں اور اس طرح اس کی اتھارٹی کو کمزور خیال کرتے ہیں انکے نزدیک بائبل ہی شریعت کا ماخذ ہے اور مذہب کا اصل اخلاقی تعلیم ہے اس لئے بہت سی مذہبی روایات کو ترک کر بیٹھے ہیں۔

کنزرویٹو کا فرقہ 1850ء کے قریب قائم ہوا۔ یہ شرعی معاملات میں طالمود کو بھی اتنی ہی اتھارٹی سمجھتے ہیں جتنا بائبل کو۔ تاہم ان کا خیال ہے کہ بائبل کی تشریح زمانہ کے ساتھ بدلتی رہتی ہے۔ جو جدید علوم اور ثقافت کو مد نظر رکھ کر کی جانی چاہئے۔ یہ بھی مذہبی رسومات پر زور دینے کے خلاف ہیں لیکن ریفارم والوں کے بالمقابل روایتی مذہب پر زیادہ عمل کرتے ہیں۔

(ماخوذ دی نیویارک ٹائمز)

آسٹریلیا کی یہودی عورتوں کا مسئلہ اور حکومت سے استمداد

آسٹریلیا میں ایک لاکھ یہودی آباد ہیں جن میں سے نصف صرف نیو ساؤتھ ویلز میں رہتے ہیں۔ ان کا مسئلہ یہ ہے کہ یہودی شریعت HALACHA کے تحت صرف مردوں کو طلاق دینے کا حق حاصل ہے۔ اور اگر وہ طلاق دینے سے انکاری ہوں اور عورت عدالت کے ذریعہ علیحدگی حاصل کر لے تو یہودی قانون اسے طلاق تسلیم نہیں کرتا اور اگر ایسی عورت دوبارہ شادی کرلے تو وہ ناجائز سمجھی جاتی ہے اور اس کے بچے بھی جائز تسلیم نہیں کئے جاتے۔ اس کا حل کینیڈا کے یہودیوں نے یہ نکالا ہے کہ انہوں نے حکومت سے قانون بنوالیا ہے کہ جب تک مذہبی طریق پر مرد پہلے طلاق نہ دے دے عدالتیں طلاق نہیں دلواتیں چنانچہ مردوں کو مجبوراً طلاق دینی پڑتی ہے کیونکہ سول طلاق کے بغیر جائیداد تقسیم نہیں ہو سکتی۔

آسٹریلیا میں ابھی حال ہی میں پہلی بار ایک عورت یہودیوں کی تنظیم

The Executive Council of Australian Jewey

کی صدر منتخب ہوئی ہیں۔ انہوں نے مرکزی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ بھی کینیڈا کے طرز کا قانون بنائیں۔ انہوں نے کہا ایسی عورتوں کی تعداد اگرچہ بڑی نہ بھی ہو متعلقہ افراد کے لئے یہ بہت بڑا مسئلہ ہے جس کو حل کرنے کے لئے حکومت کی مدد درکار ہے۔ (دین حق۔ میں اس مسئلہ کا حل بھی موجود ہے۔ عورت قاضی یا عدالت کی معرفت طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ اور دوبارہ شادی بھی کر سکتی ہے جبکہ یہودی عورت اس معاملہ میں مظلوم اور بے بس ہے۔)

عیسائیوں کی طرح یہود بھی اپنی مذہبی احکام و روایات کی تبدیلی کے خواہاں ہیں چنانچہ آسٹریلوی یہود کی سربراہ (MRS SHTEINMAN) نے کہا کہ اب یہودی عورتیں بھی مذہبی میدان میں کود رہی ہیں اور ان مواقع پر بعض عبادت گاہوں (SYNAGOGUES) میں اب ان کو تورات کی تلاوت کی اجازت بھی دے دی جاتی ہے جبکہ پہلے تلاوت صرف مرد ہی کر سکتے تھے۔

(ماخوذ از ہیرلڈ 27 نومبر 1995ء)

بقیہ صفحہ 4

کیا کرتے ندامت کے مارے منہ چھپانے لگے۔

ایک ایسا واقعہ میرے ساتھ بھی پیش آیا۔ منڈی بہاؤالدین میں ملازمت کے دوران ایک دن میں اپنی اہلیہ کے ہمراہ گاڑی میں سوار ہونے کے لئے ریلوے اسٹیشن آیا۔ اہلیہ کو بٹھا کر ٹکٹ لینے گیا۔ واپس آیا تو دیکھا کہ چند لڑکے شریر نظروں سے آس پاس گھوم رہے ہیں۔ یہ لڑکے میرے کالج کے تھے اور اسی گاڑی سے حسب معمول اپنے گھر ملک وال جا رہے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو چہروں کے رنگ فق ہو گئے اور فوراً سب رفو چکر ہو گئے۔ اگلے روز کالج نہ آئے اور کئی روز تک یہ غیر حاضری جاری رہی۔ میں نے کسی ذریعہ سے پیغام بھجوایا کہ آجاؤ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ وہ آئے تو ایسے شرمندہ کہ سر نہ اٹھاتے تھے۔ انہیں مناسب رنگ میں سمجھا دیا۔ بعد میں جب تک کالج میں رہے مجھ سے نظر چراتے رہے۔

ہمارے ہاں مذہبی مسائل پر معاملات چلتے رہتے ہیں۔ ایک بار مجھے انتظامیہ کی طرف سے ہدایت کی گئی کہ میں کچھ روز کے لئے چھٹی کرلوں کیونکہ بعض طلباء کی طرف سے مجھ پر حملے کا خطرہ ہے۔ میں نے ایسی چھٹی لینے سے انکار کر دیا اور فرائض کی ادائیگی پر اصرار کیا۔ ڈی ایس پی صاحب نے ہمدردانہ رنگ میں سمجھایا مگر میں نہ مانا۔ اپنے طور پر جب میں نے تحقیق کی تو چند طلباء کے بارے علم ہوا کہ وہ کوئی ارادہ رکھتے ہیں۔ میں نے ان کو بلا کر کہا کہ آپ لوگوں کے بارے مجھے علم ہوا ہے کہ آپ مجھ سے شاکی ہیں۔ میں یہی موجود رہوں گا اور کہیں نہ جاؤں گا۔ میرا رویہ تمہارے سامنے ہے کہ میں نے کبھی کسی سے برا سلوک نہیں کیا۔ اگر کسی کے اکسانے پر تم کوئی حرکت کرو گے تو شاگردی کے نام پر دھبہ لگاؤ گے اور بدنامی حاصل کرو گے۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہارے خلاف کوئی کارروائی نہ کروں گا کیونکہ تم مجھے بچوں کی طرح عزیز ہو اور ایک باپ اپنے بچوں سے ہر ممکن حد تک شفقت کا سلوک برتتا ہے اب تمہاری خوشی جو چاہو کرو۔ وہ سخت نادم ہوئے اور کہا کہ وہ کسی کے ورغلانے پر بیوقوف بنے تھے مگر اب کسی طرح کی کوئی بات نہ ہوگی۔ پورا یقین رکھیں اور واقعی کچھ نہ ہوا۔

میرے شیر خوار بچے کو ایک موقعہ پر ڈاکٹر صاحب نے صرف گائے کے دودھ پر اکتفا کرنے کا کہا۔ مشکل یہ پڑی کہ قرب وجوار میں کسی کے ہاں گائے نہ تھی۔ ایک گھر کا سراغ ملا اور یہ بھی کھلا کہ وہ گھرانہ میرے شاگرد کا ہے چنانچہ اس کو بلوا کر میں نے کہا کہ روزانہ اس قدر گائے کا دودھ مہیا کر دیا کرے۔ اس نے حامی بھر لی مگر دودھ نہ بھیجا۔ میں نے بھی دوبارہ نہ پوچھا اور متبادل انتظام کر لیا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ لڑکے کی والدہ نے سوچا کہ استاد سے ہم پیسے مانگ نہ سکیں گے اور اگر وہ خود نہ دے گا تو کیا ہو گا اس لئے دودھ نہ دیا۔ میرا کام کسی اور ذریعہ سے بن گیا تھا اور وقت گزر گیا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک مصیبت ان پر آن پڑی تو اس لڑکے کے والدین بھاگم بھاگ میرے پاس آئے۔ میری کوشش سے وہ مشکل ختم ہو گئی۔ چند روز بعد آ کر پرانے واقعہ پر معذرت کرنے لگے اور دودھ کی پیش کش کی۔ میں نے شکریہ کے ساتھ جواب دے دیا کہ اب ضرورت نہیں رہی۔ انہیں یقین نہ آیا اور بار بار معذرت کرتے رہے۔ میں نے بہت یقین دلایا کہ بات ختم کریں مگر ان کی تسلی نہ ہوتی تھی۔

ایک بار میرے کالج کے ایک طالب علم نے ایسی حرکت کر دی جس کے نتیجہ میں طویل فساد کی شکل بن گئی۔ میں کئی ماہ تک اس مسئلہ کو سلجھاتا رہا اور خاصی پریشانی اٹھانی پڑی۔ میرا ذاتی تاثر تھا کہ لڑکا شریف النفس ہے اور کسی کے کہنے پر اس نے یہ حرکت کر دی جس کے نتائج و عواقب کا اسے اندازہ نہ تھا۔ میں نے اس سے زیادہ باز پرس نہ کی۔ بعد میں ضرورت پڑنے پر میں نے اس کی مالی مدد ذاتی طور پر بھی کی اور کالج کے فنڈز سے بھی کر دی۔ وہ جب دو سال گزار کر فارغ ہوا تو خصوصی طور پر اجازت لے کر میرے دفتر میں آیا اور اپنی حرکت کا ذکر کر کے بہت افسوس اور ندامت کا اظہار کیا۔ بار بار اپنے الفاظ کو دہراتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کی آواز رندھ گئی اور آنکھیں دھندلا گئیں۔ جب تک میں نے تشفی نہ کی اس کی تسلی نہ ہوئی۔

(کتاب "طلباء کے ساتھ ساتھ" کا ایک باب)

بقیہ صفحہ 5

تمام جماعت کو سچی اطاعت گزار، نظام جماعت سے محبت کرنے والی بنا اور اسے دین کے کام کرنے کی سچی لگن عطا فرما۔ محترم امیر صاحب کو اعلیٰ درجات سے نواز اور ہم سب کو نیک ہدایت سے سرفراز فرما۔ اے اللہ تو ایسا ہی کر۔

بقیہ صفحہ 5

احتیاط بہتر ہے" یہ بات آج بھی اتنی ہی مستند ہے مندرجہ ذیل تجاویز پر عمل کر کے ٹائیفائیڈ سے موثر بچاؤ ممکن ہے۔

1 پینے کے لئے صاف ابلا ہوا پانی استعمال کریں۔
2 اپنے محلے کے نکاسی آب کی نالیوں کو پینے کی پانی کی نالیوں کے پائپ سے دور رکھیں۔
3 ہمیشہ تازہ پکا ہوا کھانا استعمال کریں۔
4 سبزیاں اور پھل وغیرہ تازہ اور دھو کر استعمال کریں۔
5 غذائی اشیاء کو مکھیوں سے مکمل طور پر بچائیں۔
6 ہمیشہ ہر کھانے سے پہلے ہاتھوں کو دھوئیں۔

ООО

تبدیلی فون

○ محترم ملک محمد احمد ثاقب صاحب 18/16 دار العلوم غربی ربوہ کا نیا فون نمبر 213033 ہے احباب نوٹ فرمالیں۔

اعلان دار القضاء ربوہ

○ (مکرم محمد یوسف ناصر صاحب بابت ترکہ مکرمہ رابعہ بی بی صاحبہ)

مکرم محمد یوسف ناصر صاحب وغیرہ ورثاء نے درخواست دی ہے کہ ہماری والدہ محترمہ رابعہ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم ماسٹر حمید احمد صاحب بقضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ لہٰذا ان کی امانت ذاتی نمبر 276۔ 9081/9 امانت و خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں جمع شدہ رقم مبلغ 10774/90 روپے میں سے بعد وضعگی 1/10 حصہ وصیت نمبر 8305 بقایا رقم نادار مریضان فضل عمر ہسپتال ربوہ کی مد میں جمع کرادی جائے جملہ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

(1) محترمہ اقبال بشریٰ صاحبہ (دختر)
(2) مکرم محمد یوسف ناصر صاحب (پسر)
(3) محترمہ سلمیٰ طاہرہ صاحبہ (دختر)
(4) مکرم داؤد احمد صاحب خالد (پسر)
(5) محترمہ ناصرہ پروین صاحبہ (دختر)
(6) مکرم ہارون الرشید صاحب (پسر)
(7) مکرم ادریس احمد صاحب (پسر)
(8) محترمہ نعیمہ حامد بھٹی صاحبہ (دختر)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس ادائیگی پر اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء ربوہ)

ناظمین اطفال توجہ فرمائیں

○ جن مجالس نے ہفتہ تربیت 7۔ مارچ 14۔ مارچ 1997ء منالیا ہے وہ اس کی رپورٹ فوری طور پر مرکز بھجوائیں۔ اور جن مجالس نے امتحانات کی وجہ سے ان تاریخوں میں ہفتہ تربیت نہیں منایا وہ اپنی سہولت کی تاریخوں میں منا کر رپورٹ بھجوائیں۔ شکریہ۔

(سیکرٹری تربیت اطفال الاحمدیہ پاکستان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 26 - مارچ-1997ء
درجہ حرارت کم از کم 16 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 28 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم نواز شریف نے کہا ہے کہ پہلے مسئلہ کشمیر کا حل تلاش کیا جائے گا پھر بھارت سے تجارت ہو گی۔ انہوں نے بتایا کہ عوامی مشکلات میں کمی کے لئے جلد پیکیج آ جائے گا۔ سیکرٹریوں کی سطح پر شروع ہونے والے مذاکرات میں 50 برس سے حل طلب مسائل طے کرنے کی سنجیدہ کوشش کر رہے ہیں۔ مذاکرات میں کامیابی کے لئے کوئی پیشگی شرط عائد نہیں کی۔ بھارت سے کشمیر اور ایٹمی عدم پھیلاؤ سمیت تمام معاملات پر بات ہو گی شادی بیاہ پر بڑی بڑی دعوتوں پر پابندی سے مرغی کے گوشت چاول دالوں اور مصالحوں کی قیمتوں میں نمایاں کمی ہوئی اقتصادی حالات بھی بہتر ہوئے۔ عوام کے جان و مال کے تحفظ کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں۔ اسلامی سربراہ کانفرنس کامیاب رہی۔ مسلم امہ کے اتحاد کو تقویت ملے گی۔ تمام رہنماؤں کی تقاریر فکر انگیز تھیں۔

○ صدر فاروق لغاری نے کہا ہے کہ دو تہائی اکثریت والوں پر میری بالادستی کی بات بیمار ذہنیت کے لوگ کر رہے ہیں۔ بھارت کے ساتھ مذاکرات پر پورے ملک میں اتفاق رائے موجود ہے۔ یہی لوگ کہتے تھے کہ انتخابات تین ماہ میں نہیں ہوں گے۔ کنگز پارٹی بنائی جا رہی ہے۔ یہ لوگ اب تسلیم کر لیں کہ وہ غلط اور میں درست تھا۔

○ سانحہ خانیوال میں ٹرین کے حادثے کی تحقیقات کے بعد ریلوے کے جنرل مینیجر سمیت 23 اہلکار معطل کر دیئے گئے۔ ان میں گریڈ 18، 20، 21 اور اس سے نیچے کے ملازم شامل ہیں معطل ہونے والوں میں چیف آپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ لاہور، چیف مکینیکل انجینئر لاہور، ڈویژنل سپرنٹنڈنٹ ملتان بھی شامل ہیں۔ تحقیقات مکمل کرنے کے بعد رپورٹ وزیر اعظم کو پیش کر دی گئی۔ جنہوں نے فوری ایکشن کی ہدایت دی۔ تحقیقاتی کمیٹی کے سربراہ نے کہا ہے کہ ریلوے کا پورا نظام فرسودہ ہو چکا ہے۔ چند پیشہ ور افراد بھرتی کئے گئے ہیں۔ کمیٹی نے ریلوے نظام میں اصلاحات کے لئے افسران و اہلکاروں کی چھانٹی سمیت 12 سفارشات پیش کر دیں۔ وزارت ریلوے اور ریلوے بورڈ کو الگ کیا جائے۔ صدر دفتر لاہور میں ہونا چاہئے۔

○ اسلام آباد میں اسلامی سربراہی کانفرنس کے موقع پر ایرانی صدر اور یاسر عرفات کے درمیان 18 سال کے بعد ملاقات ہوئی جس میں ایران اور فلسطین میں تجدید تعلقات اور دوستی و تعاون کے عزم کا اظہار کیا گیا ہے یاسر عرفات نے کہا کہ ایران کی حمایت ناقابل فراموش ہے۔

○ اسرائیل کی کرکٹ ٹیم کی ملائیشیا میں آمد کے خلاف وہاں کے مسلمانوں نے زبردست مظاہرے کئے۔ یہاں آئی سی سی ٹرافی ہو رہی ہے جس میں 21 ممالک حصہ لے رہے ہیں۔

○ آٹا کھلی مارکیٹ سے غائب ہو گیا ہے۔ 630 روپے میں بوری بلیک میں فروخت ہونے لگی ہے۔ میدہ کی بھی قلت ہو گئی۔ اتوار جمعرات اور منگل بازار بھی مکمل طور پر کامیاب نہ ہو سکے۔ لوگ قطاروں میں کھڑے آٹے کے منتظر رہے۔ فلور ملز مالکان نے کہا ہے کہ بحران کی ذمہ دار سابق نگران حکومت ہے۔ مارکیٹ کے ذرائع نے بتایا ہے کہ آٹے کے قلت کی وجہ یہ ہے کہ فلور ملز کے مالکان گندم 250 روپے من کے حساب سے بلیک میں بیچتے ہیں۔ کراچی اور اندرون سندھ میں بھی آٹے کی شدید قلت ہو گئی ہے۔ آٹے کی قیمت 12 روپے کلو تک پہنچ گئی ہے۔ سیاہ رنگ کا آٹا مل رہا ہے۔ اس ساری صورت حال کے باوجود وزیر صنعت نے دعویٰ کیا ہے کہ حکومت کے بروقت اقدامات کی وجہ سے آٹے کی قلت پر قابو پا لیا گیا ہے۔

○ بے نظیر بھٹو دور کے مقدمات میں وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین اور پنجاب اسمبلی کے سپیکر چوہدری پرویز الٰہی عبوری ضمانتوں میں توسیع کے لئے ہائی کورٹ میں حاضر ہو گئے۔ ان پر سابق دور حکومت میں پھالیہ شوگر ملز کے ایک کروڑ 32 لاکھ قرض لینے کے حوالے سے مقدمہ بنا تھا۔

○ لاہور ہائی کورٹ نے نظریہ پاکستان ٹرسٹ کے ٹرسٹی ایس ایم بشیر کی ضمانت منسوخ کر دی ہے۔ ان پر فنڈ میں سنگین بے قاعدگیوں کا الزام ہے۔

○ وزیر داخلہ چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ دینی مدارس میں دہشت گردی کی تربیت کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ خفیہ ایجنسیوں کی رپورٹوں کے مطابق پنجاب میں جرائم کے پس پردہ کوئی منظم گروہ نہیں ہے۔ عام جرائم پیشہ افراد کا ہی رول نظر آتا ہے۔ فرقہ وارانہ نوعیت کا تشدد اور کراچی میں کار چھیننے کی وارداتیں بڑا مسئلہ ہیں۔ موجودہ قوانین میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ لاہور میں پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ جو ادارہ وزیر اعظم کی طرف سے اعلان کردہ عبوری ریلیف نہیں دے گا اس کے خلاف کارروائی ہو سکتی ہے۔

○ مسلم لیگ کے لیڈر شیخ رشید نے چپ کا روزہ رکھ لیا۔ اخباری بیانات بند کر دیئے ہیں۔ وفاقی کابینہ میں شامل نہ ہونے پر شیخ رشید نے چپ کا روزہ رکھا ہے۔ وفاقی کابینہ میں شمولیت نہ ہونے پر شیخ رشید دوبئی اور لندن چلے گئے وزیر اعظم نواز شریف نے انہیں خصوصی طور پر واپس بلایا اور سیاسی مشیر اعلیٰ کی سند پیش کی۔ شیخ رشید نے جواب نہیں دیا۔ ایک اخبار نویس کے سوال پر انہوں نے جواب دیا، "چپ رہنا عبادت ہے۔" شیخ رشید نواز شریف کے اوپننگ بیٹسمین شمار ہوتے تھے اور انہوں نے قریباً ڈیڑھ سال کی قید بھی بے نظیر دور میں کاٹی۔

○ بحرین کے ممتاز بینکار احمد صالح کی قیادت میں ایک سرمایہ کاری وفد مشترکہ منصوبوں میں سرمایہ کاری کے لئے پاکستان پہنچ رہا ہے۔

○ پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر مشتاق اعوان نے کہا ہے کہ حالیہ انتخابات میں ہاتھ پاؤں باندھ کر پیپلز پارٹی کو "شیر" کے آگے ڈال دیا گیا۔ مخصوص انتخابی قوانین بنا کر پیپلز پارٹی کو کارنر کیا گیا سپریم کورٹ کا فیصلہ ہم پر ہتھوڑا بن کر برسا۔ پیپلز پارٹی اتنی بھی گئی گزری نہیں کہ پنجاب سے ایک نشست بھی نہیں لیتی۔ ہمارے 30 سے 40 فیصد ووٹ ہیں۔ صدر نے تسلیم کیا کہ ٹرن آؤٹ 26 فیصد رہا۔ مسلم لیگی لیڈر بھی حیران ہیں۔ تحقیقات ضرور ہونی چاہئے۔ ہم تحقیق کر رہے ہیں۔

○ چیف احتساب کمشنر نے بتایا ہے کہ ہم لوٹ کر بیرون ملک جمع کرائی گئی دولت واپس لانے کے اقدامات کر رہے ہیں۔ ایف آئی اے اور اینٹی کرپشن احتساب کے لئے تعاون نہیں کر رہے۔ صدر لغاری کو آگاہ کر دیا ہے کہ اہلکار سنی ان سنی کر جاتے ہیں احتساب نتیجہ خیز بنانے کے لئے ٹاسک فورس تشکیل دی جائے جو براہ راست احتساب کمشنر کے سامنے جواب دہ ہو۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ میرے خواب اپنوں کی سازش سے بکھرے ہیں۔ پاکستان کی گولڈن جوبلی پر مسلم دنیا کا اجتماع میرا دیرینہ خواب تھا۔ مسلم امہ کے مفاد میں مسلمان سربراہوں کو اکٹھا کرنے کی منصوبہ بندی کی تھی۔ پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کے لئے ایک پلان تیار کر رکھا تھا جس کی تفصیلات پھر کبھی بتاؤں گی۔ مرتضیٰ قتل کی سازش کا مرکزی کردار وہی ہے جس نے قاتلوں کو یقین دلا رکھا تھا کہ تحقیقات کے وقت بے نظیر وزیر اعظم نہیں ہو گی۔

○ آٹے کے لئے لوگ سڑکوں پر نکل آئے۔

جدید ورائٹی کے زیورات
فینسی گولڈ سمتھ محسن مارکیٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائیٹر: اطہر احمد فون: 212868

WORLDWIDE PROPERTY CONSULTANTS
REAL ESTATE SALE & PURCHASE
ROOM NO. 70-71 F, FIRST FLOOR,
LIBERTY PLAZA, LIBERTY MARKET,
GULBERG III, LAHORE
PH: 042-5752532-5753827 FAX: 042-5752532

شیئرز و غیر ملکی کرنسی کی خرید و فروخت کا با اعتماد ادارہ
ڈالر رچ
آفس: 8-6، گیلری نمبر 4 ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون دفتر: 730288
رہائش: 726524
موبائل: 0300-661524
پروپرائیٹر ملک عبدالصمد

NISSAN 2-C. 1-C ٹویوٹا کرولا • نسان سنی پٹرول اور ڈیزل TOYOTA
N-1 اور CD-17 کے جینئن پرزہ جات دستیاب ہیں
الرحمٰن آٹوز
146- اے شعیب بلال مارکیٹ نزد لاری اڈہ فیصل آباد
فون: 761154
فیکس: 710016

اعلان داخلہ
یونیق سکالرز اکیڈمی کمپیوٹرائزڈ کی دونوں برانچوں میں (جونیئر سیکشن، سینئر سیکشن گرلز اینڈ بوائز) نرسری تا دھم کیلئے داخلے یکم اپریل 1997ء سے شروع ہوں گے۔ داخلہ صرف ٹیسٹ اور انٹرویو کی بنیاد پر ہو گا۔ داخلہ فارم اور پراسپکٹس آفس ٹائم میں ادارہ سے حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ نشستیں محدود ہیں۔
پرنسپل یونیق سکالرز اکیڈمی (کمپیوٹرائزڈ)
دارالرحمت وسطی۔ راجیکی روڈ ربوہ